مولانا عدیل قاسمی مصطفائی انڈیا

حضرت مولانا امام شاہ فضل رحمان صدیقی گنج مرادآبادیؒ

صالحین کے واقعات و حالات میں اہل نظر کے لئے بڑی ہی نصیحت وبصیرت کا سامان ہوتا ہے ان سے دلوں کو روشنی روحوں کو تازگی اور فکر و نظر کو بالیدگی ملتی ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے جہاں اور اسرار و رموز اور شرائع و قوانین کی عقدہ کشائی کی ہے۔ وہیں انبیائے سابقین اور اقوام ماضیہ کے حالات و واقعات بھی بڑی اثر انگیزی اور فیاضی سے بیان کیے ہیں اور ہمارے لئے انہیں سامان نصیحت وبصیرت قرار دیا ہے۔

ارشاد ربانی ہے" بے شک ان کے واقعات میں اہل عقل کے لئے بڑی نصیحت ہے۔ بلاشبہ ان کے حالات و واقعات میں ہمارے لئے درس عبرت ہے ان کے اسرار و افکار میں ہمارے لئے گنجینہ حکمت ہے ان واقعات میں جو کیف ولذت مستور ہے ان کا لطف اسی وقت حاصل ہوتا ہے۔ جب حضور قلب اور اکتساب فیض کے ارادے سے ان کا مطالعہ کیا جائے۔

چودھویں صدی ہجری ایک طرح سے عظیم شخصیات کی صدی ہے خاص طور پر ہندوستان میں جس قدر عظیم المرتبت اور برگزیدہ ہستیاں اس صدی نے پیدا کیں شاید ہی کبھی اس سے پہلے ایسا ہوا ہو۔ مذہب سیاست معاشرت صحافت غرض یہ کہ ہر شعبے میں بڑے بڑے لوگوں نے اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا اور شاندار کارنامے رقم کیے۔ علماء مشائخ میں بھی ایسی ایسی شخصیات پیدا ہوئیں جن کی عظمت کا اعتراف رہتی دنیا تک ہوتا رہے گا۔

حضرت مولانا امام شاہ فضل رحمان صدیقی گنج مرادآبادی قدس سرہ بھی ایسی ہی شخصیت تھے جن پہ ہندوستان کی سرزمین ہمیشہ فخر کرتی رہے گی۔ آپ مسلمانوں کے زمانہ عروج میں پیدا ہوتے تو یقیناً امام شبلی اور حضرت جنید بغدادیؒ کے ہم پلہ قرار پاتے۔ لیکن افسوس کہ دور زوال میں ہندوستان ان کی صلاحیتوں سے خاطر خواہ فائدہ نہ اٹھا سکا اسکے باوجود اس دور کا تذکرہ نگاران الفاظ کو صفحہ قرطاس پر ضبط تحریر میں لائے بغیر نہ رہ سکا۔ حضرت مولانا فضل رحمان کے اوصاف حمیدہ اور خصائص پسندیدہ ایسے نہیں ہیں کہ زبان بریدہ قلم بے بنیاد کاغذ پہ ان میں سے تھوڑے بھی لکھ سکے اور انسان ضعیف البسیات کی کیا مجال ہے کہ ان کا عشر عشیر بھی بیان کر سکے (تذکرہ علماء ہند صفحہ ۳۷۹ مولوی رحمان علی)

حضرت مولانا امام شاہ فضل رحمان گنج مرادآبادی یکم رمضان المبارک بوقت صبح صادق ۱۲۰۸ھ کو اودھ کے علاقے اناؤں میں پیدا ہوئے آپ کے والد کا اسم مبارک (حضرت) شاہ اہل اللہ تھا جو حضرت شاہ عبدالرحمٰن لکھنوی

کے مرید تھے اور حضرت گنج مرادآبادی کا نام ''فضل رحمان'' آپ ہی نے تجویز فرمایا اور اسی سے آپ کی تاریخ ولادت نکلتی ہے۔ (تذکرہ محدث سورتی صفحہ ۵۳)

آپ کا سلسلہ نسب ۲۹ واسطوں سے ہوتا ہوا خلیفہ اول حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ سے جا ملتا ہے۔ تاریخی روایات کے مطابق اس دور میں یہ بات مشہور ہوگئی تھی کہ حضرت اہل اللہ کے یہاں ایک ایسا بچہ پیدا ہوا ہے جو رمضان کے مہینے میں دودھ نہیں پیتا۔ اس بات کا اس قدر چرچا ہوا کہ جب کبھی رمضان المبارک کی ۲۹ تاریخ کو مطلع ابر آلود ہوتا تو لوگ آپ کی والدہ کے پاس آکر دریافت کرتے کہ کیا آج آپ کے بچے نے دودھ نوش فرمایا ہے۔ آپ کی والدہ بتاتیں کہ ہاں تو وہ یقین کر لیتے کہ شوال کا چاند ہوگیا۔ (مسالک السالکین صفحہ ۱۹۷ جلد دوم)

بے شک اللہ جسے اپنا محبوب بنالیتا ہے اسے شریعت کی پاسداری عہد طفلی ہی سے ودیعت فرما دیتا ہے۔ کیونکہ وہ تو دوسروں کو شریعت کا تابع بنائے گا۔ بھلا خود کیونکر خلاف شرع کام کرے گا۔ بچپن میں روزہ رکھنا اور دودھ نہ پینا شرعی حکم نہیں مگر آپ کا دودھ نہ پینا اور روزہ رکھنا آپکی ولایت کی طرف اشارہ تھا۔

آپ نے ابتدائی کتب درس نظامی (فقہ، اصول وکلام کا تکملہ وغیرہ) حضرت مولانا نورالحق بن مولانا انوارالحق فرنگی علی سے لکھنؤ میں کیا۔ آپ نے فرمایا ''ہم نے ان سے تفسیر بیضاوی وکامل قدوری اور پھر ہدایہ مکمل پڑھیں'' اس کے بعد دہلی کا سفر اختیار فرایا۔ جہاں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ سے قرآن کریم حرفاً حرفاً صحاح ستہ، موطا امام مالک، موطا امام محمد، مسند امام اعظم، تفسیر قرطبی، دارمی، دارقطنی، معجم کبیر، متدرک، جامع صغیر، قسطلانی، تفسیر کبیر، تفسیر روح البیان، تفسیر بغوی، فقہ میں فقہ اکبر، شرح فقہ اکبر کا مکمل درس لیا اور سند فراغت سے سرفراز ہوئے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی آپ کو تمام طلباء سے الگ بعد نماز عشاء درس دیا کرتے تھے۔ اور اس درس میں صرف شاہ صاحب کے داماد سید ظہیر الدین شہید کو شرکت کی اجازت تھی۔ ایک روز سید ظہیر الدین شہید نے دوران درس شاہ صاحب نے عرض کیا کہ مولانا فضل رحمان کو سب سے الگ درس دینے میں کیا حکمت ہے تو شاہ صاحب نے فرمایا کہ مولوی فضل رحمان کو سب سے علیحدہ پڑھانے میں یہ راز ہے کہ ''وہ تو جہات رسالت سے پڑھتے ہیں، ان کو برابر حضوری رسالت حاصل رہنے کو وجہ سے میں بھی یہ پسند کرتا ہوں کہ میری راتیں بھی حضوری رسالت میں حدیث وقرآن خوانی کے ساتھ گزریں'' مولوی فضل رحمان کو بفیض مصطفائی وہبی علوم عطا ہو رہے ہیں۔ سب کچھ وہ آنحضرت ﷺ سے پالیتے ہیں اور پوچھ لیتے ہیں۔ (رحمت ونعمت صفحہ ۱۱۶)

حضرت مولانا فضل رحمان کو علم حدیث سے خصوصی شغف تھا اور معقولات کہ شدید مخالف تھے' یہی وجہ ہے کہ آپ سے ارادت رکھنے والے علماء نے علم حدیث کے فروغ کی جانب خصوصی توجہ دی' اگر بہ نظر غائر ہندوستان میں علم حدیث کے فروغ کا مطالعہ کیا جائے' تو پتہ چلتا ہے کہ آپ ہی سے فیض یافتہ ارباب علم ودانش کے دم قدم سے آج تک

علم حدیث کی شمع برصغیر پاک وہند میں روشن ہے۔

آپ سلسلہ قادریہ نقشبندیہ مجددیہ کے شہر آفاق بزرگ حضرت مولانا شاہ محمد آفاق دہلویؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے، سلوک کی تعلیم حاصل کی اور بیعت خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ کے مرشد نے آپ کو علامہ ابن جزری کی کتاب حصن حصین پڑھائی اور اس کے پڑھنے اور پڑھانے کی اجازت عطا فرمائی۔ حضرت شاہ آفاق دہلوی آپ سے بے پناہ محبت فرماتے تھے اور بیشتر الوقات آپ کے مرشد نے آپ کی اقتداء میں نماز ادا فرمائی۔ مرشد کی نظر عنایت دیکھ کر بعض مریدوں نے عرض کیا کہ وہ پہلے سے مرید ہیں لیکن ان پر اتنی نظر عنایت کیوں نہیں جتنی کہ مولوی فضل رحمان پر ہے۔ حضرت شاہ آفاق نے جواب دیا ''تم کو میں چاہتا ہوں کہ کچھ ہو جاؤ اور ان کو حق تعالی چاہتا ہے لہٰذا میں بھی اسی کو چاہتا ہوں جس کو حق تعالی چاہتا ہے'' (تذکرہ اولیائے پاک وہند صفحہ ۳۹۰)

آپ کو مجاہدہ اور ریاضت سے حد درجہ شغف تھا' چنانچہ زندگی کا بیشتر حصہ اپنی خانقہ میں بسر کیا' آپ کے مجاہدہ باطنی اور علم وعرفان کی شہرت ایسی عام تھی کہ لوگ دور ونزدیک سے جوق درجوق آپ کی زیارت کیلئے گنج مراد آباد پہنچا کرتے تھے' صاحب نزہۃ الخواطر مولانا عبدالحئی رقمطراز ہیں'' جہاں تک کہ آپ کے کشف وکرامت کا تعلق ہے تو وہ حد تواتر کو پہنچ گئی ہیں اور اس بارے میں بھی اولیائے متقدمین میں حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کے علاوہ اور کوئی نظیر نہیں ملتی۔ (نزہۃ الخواطر جلد ہشتم صفحہ ۱۷)

راقم الحروف کے نزدیک آپ کی سب سے بڑی کرامت یہ تھی کہ آپ کی ذات والا غیر منقسم ہندوستان کی آخری غیر متنازع شخصیت تھی' جس دور میں علماء کے درمیان مسلکی اختلافات رونما ہو چکے تھے' اس کے باوجود آپ مختلف الخیال علماء کی نگاہوں میں محبوب ومقبول اور مرکز عقیدت رہے۔ آپ کا آفتاب ولایت آج بھی نصف النہار پر ہے اور بہر دور اس کی آب وتاب میں کمی آنے کا اندیشہ نہیں۔ آپ نے ۱۰۵ سال کی طویل عمر پائی اور ۲۲ ربیع الاول ۱۳۱۳ھ بروز جمعہ بعد نماز عصر داعی اجل کو لبیک کہا۔

گنج مراد آباد (ہندوستان) میں مزار مرجع الخلائق ہے۔ آپ کے وصال پرملال پر پورے ہندوستان میں انتہائی رنج وغم کا اظہار کیا گیا۔ حضرت مولانا سید حاجی محمد قاسم حسین ہاشمی مصطفائی فضل رحمانی بریلوی (مرید وخلیفہ حضرت شاہ فضل رحمان) فرماتے ہیں کہ حضرت شاہ فضل رحمان گنج مراد آبادی کے وصال پر آفتاب کرامات سلوک غروب ہو گیا۔ تاج درویشی اہل سلوک سے اہل جذب میں منتقل ہو گیا۔ (بیعت کی حقیقت ص ۱۳)

سرسید احمد خان نے علی گڑھ انسٹیٹیوٹ گزٹ میں تعزیتی نوٹ میں لکھا'' حضرت شاہ فضل رحمان عارف باللہ تھے' ان کی ذات ستودہ صفات علماء مشائخ کے لئے رہنمائی اور حصول قرب الٰہی کا ذریعہ تھی۔ آپ کے عقیدت مند ہر سال ہندوستان اور پاکستان کے مختلف گوشوں میں آپ کا عرس نہایت عقیدت واحترام سے مناتے ہیں۔